بقیہ: حرفِ اوّل

کیے۔ لاہور کے لیکچر میں مجھے بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ کیرن آرمسٹرانگ اسلام اور پیغمبر اسلامﷺ پر کئی کتابوں کی مصنفہ ہیں اور ہر دو کے بارے میں گہری علمی بنیادوں پر مثبت رویہ رکھتی ہیں۔ جس عقیدت اور احترام سے وہ آنحضورﷺ کا نام نامی لیتی رہیں اس سے بھی اس مثبت رویہ کا اظہار ہوتا تھا۔ کیرن آرمسٹرانگ کے اس تجزیے سے مجھے بوجوہ اتفاق نہیں کہ اگر عالم اسلام غزالیؒ ابن رشد اور ابن تیمیہ کے قد کاٹھ کے دس عالم باصفا ''Sages'' پیدا کر لے تو اپنے زوال اور نکبت کے دور سے باہر آ سکتا ہے۔ میں اسے ان کی خوش فہمی پر ہی محمول کروں گا' کیونکہ علماء اور مفکرین کے افکار غلبہ و سیاسی اقتدار (empowerment) کے بغیر مؤثر نہیں ہو سکتے اور ریاست اور تہذیب و تمدن کی سطح پر کوئی انقلابی تبدیلی نہیں لا سکتے۔

''حکمت قرآن'' کا یہ شمارہ ایک نئے دور کا آغاز کر رہا ہے۔ انجمن خدام القرآن اور قرآن اکیڈمی کے اکیڈمک ونگ نے طویل سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ اس جریدے کو ظاہری اور معنوی لحاظ سے وقیع بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اسے سہ ماہی بنایا جائے' تاکہ ادارتی عملے کو اس کے مشمولات کی تدوین کے لیے زیادہ وقت ملے۔ قارئین کے لیے ایک اور خوش آئندہ خبر یہ ہے کہ ''حکمت قرآن'' کے بانی ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم کے فکر کی اشاعت کے لیے قائم کردہ فاؤنڈیشن بھی اب لاہور میں مرکزی انجمن خدام القرآن کے تحت سرگرم عمل ہے اور آپ کی تصانیف کی پرنٹنگ کے انتظامات کر رہی ہے۔ علاوہ ازیں قرآن اکیڈمی میں گزشتہ دو سال سے قائم اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ سیکشن کے محققین کی رشحاتِ قلم بھی اس پرچے کی زینت بنیں گی۔ بحمد اللہ عزیزی پروفیسر عاطف وحید کی زیر نگرانی اس شعبے میں کام کرنے والے نوجوانوں کا شمار ''رَاسِخُون فی العلم'' میں ہوتا ہے اور قارئین ان کی تحریروں کے حوالے سے ان سے پہلے سے ہی واقف ہوں گے۔

❁❁❁

''اسلام مکمل دین ہے' ضابطۂ حیات نہیں......؟''

(اسلامی نظریاتی کونسل کی وضاحت)

حکمت قرآن دسمبر 2007ء کا اداریہ مندرجہ بالا عنوان کا حامل تھا اور اس میں 7 نومبر 2007ء کے نوائے وقت میں شائع ہونے والے جناب ڈاکٹر خالد مسعود' چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل سے منسوب ایک انٹرویو کو زیر بحث لایا گیا تھا۔ اس پر ہمیں اسلامی نظریاتی کونسل کے سیکرٹری ریاض الرحمٰن صاحب کی جانب سے ایک مراسلہ موصول ہوا ہے کہ چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل نے ایسا کوئی اخباری بیان نہیں دیا اور نوائے وقت میں اس مبینہ انٹرویو کی اشاعت کے بعد اس کی تردید تمام اخبارات کو ایک پریس ریلیز کے ذریعے بھیج دی گئی تھی۔ oo